نبی رحمت ﷺ کا دین رحمت

تحریر:
جناب غلام سرور قریشی
(ریٹائرٹیچر) عباس پورہ جہلم

حضور اکرم ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ ﴿وما أرسلنک الا رحمةً للعالمین﴾ اس عنوان کا محرک وہ وڈیو کیسٹ ہے جو آج کل زیر بحث ہے اور جس نے انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ کے ایوانوں میں ہل چل برپا کردی ہے۔ کسی نے یہ نہیں سوچا اور پوچھا کہ یہ کہاں سے آئی؟ کس نے ٹی وی والوں کو مہیا کی؟ اگر کوئی مسلمان تھا تو اس نے اپنے ہی دین کو عوام کی نظروں میں گرانے کیلئے یہ مذموم کاروائی کیوں کی؟ ٹی وی چینلز نے اتنی رسوا کن ٹیپ چلانے سے پہلے اس کی صداقت معلوم کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ چونکہ یہ سب کچھ بلا تصدیق ہے، اس لئے ہم اسے امریکی کارستانی سمجھتے ہیں اور وہ اس کے ذریعے عوام الناس کو معاہدہ سوات سے بدظن کر کے اسے ختم کرانے کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ ہم ٹی وی چینلز والوں سے یہ ضرور پوچھنا چاہیں گے کہ انہوں نے گوانتانا موبے میں امریکہ کی انسانیت سوز کاروائیوں کا چرچا کبھی کیوں نہیں کیا؟ انہوں نے اس پر کبھی تبصرہ کیوں نہیں کیا کہ امریکیوں نے مظلوم اور بے گناہ قیدیوں کو ننگا کیا؟ انہیں بے ستر کیا؟ ان پر کتے چھوڑے، ان کے نازک اعضا کو داغا۔ ان کے قرآن پاک کو پاؤں تلے روندا۔ ان کو جسمانی لحاظ سے ہمیشہ کیلئے ناکارہ کردیا۔ انہوں نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی چیخوں کی صدائے بازگشت کیوں نہیں سنوائی؟

نام نہاد مہذب دنیا کے اس نام نہاد قائد نے، ایسا عقوبت خانہ کیوں تیار کیا، جو خود امریکی قانون کے دائرہ کار سے باہر رہا اور آج تک ایک بے گناہ مسلمان خاتون ڈاکٹر سے ذلت آمیز، انسانیت سوز، حیا سوز اور اخلاق سوز سلوک کر رہا ہے؟ امریکی صدر دجال سے بڑا کاذب ہے جو یہ کہتا ہے کہ عافیہ صدیقی نے امریکی فوجیوں پر حملہ کرنے کا اقدام کیا تھا۔ ہمارے نزدیک یہ کیسٹ امریکی سازش کی پیداوار ہے جس سے ملک میں موجود امریکی ایجنٹ اسلام کے خلاف نفرت پھیلا رہے ہیں۔ ان نحوست زدہ، مغرب زدہ اور اسلام بے زار امریکی پٹھوؤں کو تو ایسے بہانوں کا انتظار رہتا ہے۔ چیف جسٹس آف پاکستان نے از خود اس پر رپورٹ طلب فرمائی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ جلد ہی حقیقتِ حال سامنے آجائے گی۔ سردست ہم اسے امریکی چالبازی کہتے ہیں جس کا مقصد اسلام کو اسلام کے گھر میں بدنام کرنا اور معاہدۂ سوات کو سبوتاژ کرنا ہے۔ ہم اہل سوات کے حسن قسمت پر رشک کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسلام کا ابر کرم سارے پاکستان پر برسے۔ ہماری یہ تمنا ہے کہ وادی سوات اسلامی شریعہ کے نفاذ کی مثال بن جائے۔ جہاں مسلمان، مسلمان کے مال، آبرو اور خون کے محافظ بن

جائیں۔ جب مساجد سے صدائے ''حی علیٰ الصلوٰۃ'' بلند ہو تو پوری آبادی مساجد میں سمٹ جائے۔ بازار بند اور گلیاں سنسان ہو جائیں اور بیع وشراء کی دنیا کی ہماہمی تھم جائے اور بندگانِ الٰہ، اپنے الٰہ کے حضور سر بسجود ہو جائیں۔ گردشِ ایام پیچھے کی طرف دوڑے اور پوری وادی میں کوئی بے ستر عورت نظر نہ آئے۔ کوئی ایسی آنکھ نہ رہے جو غیر محرم عورت کو سامنے آتا دیکھ کر جھک نہ جائے۔ مرد غیرت مند اور عورت باحیا ہو جائے۔ لوگ سوئیں اور داروغہ شہر قاضی شہر کے ساتھ گلیوں میں محوگشت ہو اور درۂ فاروقیؓ کی وہ دھاک بیٹھ جائے کہ مجرم، جرم چھوڑ دیں۔ ہم یہ چاہیں گے کہ جن کے ذمہ یہ کام لگایا گیا ہے وہ ہر فرد کو اسلام کی برکات سے مالا مال کر دیں۔ پہلے نبی رحمتؐ کے دین رحمت کی رحمتوں سے نہال کریں۔ دلوں میں خوفِ الٰہی پیدا کریں۔ دلوں کی دنیا قرآن وحدیث کی روشنی سے منور کریں اور وہ نقشہ قائم کریں کہ بیٹی، ماں سے کہے کہ اگر دودھ میں پانی ملاتے وقت عمرؓ نہیں دیکھ رہا تو ربِّ عمر تو یقیناً دیکھ رہا ہے۔ تقویٰ کا یہ عالم ہو کہ مجرم ارتکاب جرم کے بعد ضمیر کی چبھن اور عاقبت کی سزا سے ڈر کر خود عدالت میں آ جائے کہ اسے سزا دے کر پاک کیا جائے۔ ہم اس وقت کے منتظر ہیں جب سوات ایک مثالی ریاست بن کر اہل عالم کیلئے اپنے قدرتی حسن کی طرح، دل فریب بن جائے اور امریکی جہنم میں بسنے والے لوگ، اللہ کی اس بستی میں آباد ہونے کی تمنا کیا کریں۔ ان کا کام بہت آسان ہے۔ ان کا واسطہ سچے مسلمانوں سے ہے جو ترغیب سے ہی اسلام کے دامن رحمت میں آ جائیں گے۔ زمینِ سوات سے شر کے چند کانٹے نکال دیں تو اسلام کا بیج خود بخود پھوٹ نکلے گا اور ارض سوات کے فرشِ اخضر کو اہل ایمان کیلئے باعث کشش بنا دے گا۔ ہماری تمنا ہے کہ جس کارِ خیر کا آغاز ان کے ہاتھوں ہوا ہے وہ انجام کو پہنچے اور وطن کے دیگر علاقوں سے یہ آواز مطالبہ بن کر اٹھے کہ انہیں بھی نبی رحمتؐ کے دین رحمت کی راحتوں سے مستفید ہونے کا موقع دیا جائے۔ اب ان کے ہاتھ میں نظام قضا آ چکا ہے۔ اسلام کا نظام عدل اتنا سیدھا اور سستا ہے کہ سائلین کو بعجلت انصاف فراہم کرتا ہے۔

ان سب باتوں کے ساتھ انہیں یہ بھی یاد رکھنا ہوگا کہ مخالفینِ اسلام اور مغربی اقدار کی رسیا قوتیں انہیں ہر گز گوارا نہ کریں گی اور ان کے خلاف نئے سے نئے سکینڈل کھڑا کریں گی۔ ٹی وی چینلز ان کی ہر کاروائی کو منفی انداز میں پیش کریں گے۔ اس لئے وہ مومن کی بصیرت، دور اندیشی اور احتیاط سے کام لیں۔ نرمی اور محبت کی راہ اپنائیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ﴿**فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك فاعف عنهم واستغفر لهم وشاورهم في الأمر فاذا عزمت فتوكل على الله ان الله يحب المتوكلين**﴾ [آل عمران:۱۵۹] ''اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے، سو آپ ان سے درگزر کریں اور ان کیلئے استغفار کریں

اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔" مخلوقِ خدا سے نرمی سے پیش آئیں ورنہ مخلوق ان سے بدک جائے گی۔ اولین توجہ قیام صلوٰۃ، منکر کے انسداد اور اسلامی پردہ کی قابل عمل صورت پر دیں۔ انہیں معلوم ہے مسلمان خواتین اگر بیمار ہو جائیں تو ان کا علاج لیڈی ڈاکٹرز کو کرنا چاہیے۔ اس لئے وہ تعلیم نسواں کا اہتمام اسلامی اصولوں کے مطابق سرکاری سکولوں میں چلنے دیں تاکہ سواتی مستورات کا علاج معالجہ ان کی اپنی لیڈی ڈاکٹرز کریں۔ انہیں معلوم ہے اسلام میں مرد و زن پر طلب و حصول علم یکساں طور پر فرض ہے۔ ہم یہ ضرور چاہیں گے کہ مخلوط تعلیم کا انسداد ہونا چاہیے۔ وہ عورتوں کیلئے الگ سکول، کالج اور یونیورسٹی قائم کریں اور اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو وہ بتائیں ان کی خواتین کا علاج مرد ڈاکٹر نہ کریں گے۔ تو پھر کون کرے گا؟ اگر یہ معالجت مرد ڈاکٹر ہی کریں گے تو اسلام کا پردہ مجروح ہوگا۔ قیام صلوٰۃ، منکر کے انسداد، معروف کے رواج پر اولین توجہ دیں۔ انہیں معلوم ہے حضور اکرم ﷺ نے تارکین صلوٰۃ کے گھر جلا دینے کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا مگر عملاً ایسا نہیں کیا تھا۔ عبادات کے ترک پر تعزیر ہے، حد نہیں ہے۔ ہم اسلامی حدود کے اجراء کے اسی طرح قائل ہیں جس طرح حضور اکرم ﷺ کے عہد نبوت میں یہ ہوتی تھیں، ان پر سمجھوتہ کرنے کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے لیکن ہم یہاں یہ ضرور یاد دلائیں گے کہ آپ ﷺ نے ایک قوم کا اسلام لانا، زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی شرط پر بھی منظور فرما لیا تھا۔ حالانکہ اسی زکوٰۃ کے انکار پر سیدنا صدیق اکبرؓ نے جہاد بالسیف کیا تھا۔ حضور ﷺ کی منظوری میں مصلحت و حکمت یہ تھی کہ جب ان میں نماز روح کی طرح سرایت کر جائے گی تو یہ قوم خود ہی زکوٰۃ بھی دے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے زمانہ قحط میں چور کی سزا قطع الید معطل فرما دی تھی حالانکہ دین کے بارے میں وہ بڑے متشدد تھے۔ سو اگر مصلحت وقتی کے تحت سارق کا ہاتھ نہ کاٹیں گے تو وادی میں قیام صلوٰۃ اپنے قرآنی خاصہ کے بموجب فحاشی، منکر اور طغیان کو روک دے گی۔ وہ اگر قیام عدل میں کامیاب ہو جائیں اور لوگوں کے حقوق انہیں دلا دیں اور ریاستی وسائل رزق کی مساوی اور عادلانہ تقسیم کرا دیں تو وہ احتیاج جو چور سے چوری کراتی ہے، نہ رہے گی تو وہ چوری کیوں کرے گا۔ ہاں جب ایک مکمل اسلامی فلاحی معاشرہ قائم ہو جائے تو پھر بے شک اسلامی حدود کا نفاذ بھی پوری قوت سے کریں۔ زانی کو جب سزا دی جائے تو قرآن حکم دیتا ہے کہ مومنین کی ایک جماعت موقع پر موجود ہو لیکن اجرائے حد کوئی تماشا نہیں ہے کہ اس کی وڈیو فلم بنائی جائے۔ قرآن مجید میں ہے۔ ﴿**ولقد کرمنا بنی آدم وحملنھم فی البر والبحر ورزقنھم من الطیبت وفضلنھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا**﴾ [بنی اسرائیل: ۷۰] "یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا

فرمائی"۔ شرفِ انسانیت کا لحاظ واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو مکرمت کا لباس پہنایا ہے۔ یہ لباس چاک نہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ستار ہیں۔ وہ پردہ دری کے نہیں، پردہ داری کے حامی ہیں۔ اگر اس راہ میں حضور اکرم ﷺ کی پالیسی کو مشعل راہ بنایا جائے تو چند مہینوں میں متقین کا وہ معاشرہ وجود میں آجائے گا جہاں بدکار اور چور عاقبت کے عذاب نار پر رجم اور قطع الید کو ترجیح دیتے ہوئے خود ہی ایوانِ عدل میں پیش ہوا کریں گے۔

قارئین محترم! یہ واقعہ خود سیرتِ فاروقیؓ کی کتابوں میں پڑھیں تا کہ ان کا ایمان تازہ ہو جائے یہ واقعہ سپرٹ آف اسلام کی تفہیم میں بھی مددگار ہوگا۔ میں اختصار سے وہ واقعہ بیان کروں گا کوئی صحابیؓ طائف کے تھے۔ طائف دختِ رز کیلئے مشہور رہے۔ وہ صحابی شراب نہ چھوڑتے تھے۔ عمرؓ نے ان پر بار بار حد جاری کی مگر وہ نہ رکے تو آپؓ نے انہیں حبس دوام دے دی۔ کوئی جہاد ہو رہا تھا اور وہ صحابی میدانِ جنگ کا نقشہ اپنے بندی خانہ میں سے دیکھ رہے تھے۔ جوشِ جہاد تھم نہ سکا تو محافظ سے عہد واپسی کا کر کے نکلے اور گھوڑا امیر لشکر کا لے لیا۔ میدانِ غزا میں خوب خوب دادِ شجاعت دی۔ کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ دشمن پر قہرالٰہیہ بن کر گرے۔ جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔ لشکر غنیم نے راہ فرار اختیار کی اور یہ مرد مجاہد اپنے وعدے کے مطابق واپس آیا اور پس دیوار زندان ہو گیا۔ واقعہ طویل ہے۔ قصہ کوتاہ بعد تحقیق معلوم ہوا کہ یہ مظہر عجائب وغرائب ہستی، جرم مے نوشی میں محبوس دائمی تھی۔ حضرت فاروقؓ نے اسے بلایا اور فرمایا تمہاری اس خدمت اسلام کے صلے میں تمہیں آزاد کرتا ہوں اور آئندہ تمہاری مے نوشی پر سزا نہ دوں گا۔ مجرم کے دل کی دنیا بدل گئی اور عرض کیا کہ اگر یہ ہے تو میں بھی آئندہ شراب سے دائمی توبہ کرتا ہوں اور پھر تاریخ گواہ ہے کہ اس نے جام وسبو کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ یہ حکمتِ فاروقیؓ تھی جو مجرم کے دل پر تازیانہ بن کر برسی۔

میں نے تاریخ اسلام میں ہارون الرشید کا قصہ بھی پڑھا ہے جس نے کسی چور کو بارہا معاف کیا اور آخری بار چور بول اٹھا کہ اے امیر المومنین! آپ کب تک عفو ودرگزر سے کام لیتے ہوئے اسے معاف کرتے رہیں گے تو خلیفہ نے جواب دیا اس وقت تک جب تک میرا عفو تجھے چوری سے تائب نہ کرا دے۔ یہ جواب سن کر چور کے دل کی دنیا بدل گئی اور وہ واقعی تائب ہو گیا۔ میں نے یہ سچے واقعات اس لئے لکھے ہیں کہ اسلام بے دریغ حدود کا نفاذ کر کے ہوّا نہیں بننا چاہتا۔ اسلام اہل عالم کیلئے امن وسلامتی کا پیغام ہے۔ محبت واخوت کا درس ہے۔ نبی رحمتؐ کا دین رحمت ہے۔ اس کی حدود بھی معاشرتی سلامتی اور پاکیزگی کیلئے ہیں۔ حکمت کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اگر عوام بدک گئے تو امریکی وظیفہ خوار این جی اوز طعنہ دیں گے کہ اسلام کا نظام عدل ناکام ہو گیا۔ امید ہے علمائے اسلام ان سب مصالح پر نظر رکھیں گے اور نفاذ اسلام کا یہ سنہری موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔